رمشا کیس اور قانون توہین رسالت

عبداللطیف خالد چیمہ

قانون توہین رسالت آج کل پھر عالمی ایجنڈے کی زد میں ہے۔ ویسے تو جب سے یہ قانون تعزیرات پاکستان میں شامل ہوا تب سے ہی عالم کفر کو کھٹک رہا ہے اور ہمارے حکمران وسیاستدان محض امریکی تابعداری اور اپنے سیاسی مفادات کے تحفظ کے لیے کم وبیش وہی بولی بول رہے ہیں جس کا ان سے تقاضا کیا جاتا ہے۔ یہی ہمارا قومی وسیاسی المیہ بھی ہے اور یہی سیاستدان بلا مبالغہ وطن عزیز میں بڑھتی ہوئی امریکی مداخلت کے ذمہ دار بھی ہیں۔ ''گزشتہ مہینے ۱۶؍ اگست کو اسلام آباد میں میراں جعفر محلّہ بخشاں (سیکٹر جی ۲) نزد گولڑہ شریف کی ایک مسیحی لڑکی (جس کی عمر ۱۳ سے ۱۷ سال بیان کی جاتی ہے) اپنے گھر کی چھت پر بیٹھ کر کاغذ جلا رہی تھی کہ جس میں سے ایک کاغذ اڑ کر گھر کے باہر گلی میں آ کر گرا۔ عین اُسی وقت مسلمان نماز کے لیے وہاں سے گزر رہے تھے۔ ان کی جب اوپر سے گرتے ہوئے کاغذ پر نظر پڑی تو وہ قرآن پاک کا شہید ورق تھا۔ اِسی اثناء میں معلوم ہوا کہ یہ مکروہ عمل ''رمشا مسیح'' نامی لڑکی سے سرزد ہوا ہے۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور اس حوالے سے گاؤں کے مولوی صاحب نے گاؤں کے نمبر دار کو آگاہ کیا انہوں نے پولیس کو آگاہ کیا اور وہ لڑکی گرفتار کر کے لے گئی''۔ (روزنامہ ''اُمت'' کراچی ۲۳؍ اگست ۲۰۱۲ء)

قرب وجوار میں ردِ عمل فطری بات تھی مگر لڑکی کو پولیس کے حوالے کرنے سے وقتی اشتعال کم ہوا۔ ایف آئی آر درج ہوگئی متعلقہ ایس ایچ او کا کہنا ہے کہ لڑکی دیکھنے میں ۱۵ سال کی لگتی ہے۔ امریکی ومغربی میڈیا نے اپنے طے شدہ ایجنڈے کے مطابق اس کو مختلف رنگ دیے اور یہ بھی کہا کہ لڑکی پاگل ہے اور اس کی عمر ۱۱ سال ہے۔ نیو یارک ٹائمز اور مغربی اخبارات نے اِس واقعے کو اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق اُچھالا، لیکن افسوس کہ مخصوص این جی اوز کے زیر اثر صدر زرداری نے اس پر جو بیان دیا وہ یہ تھا کہ ''توہین رسالت قانون کو غلط استعمال نہیں ہونے دیں گے'' سوال یہ پیدا ہوتا ہے اور اس پر ہم نے مسلسل لکھا بھی ہے کہ کیا حکومت بقیہ قوانین کے غلط استعمال پر راضی ہے؟ کیا تعزیرات پاکستان میں قتلِ عمد کی دفعہ ۳۰۲ کا غلط اور صحیح استعمال نہیں ہو رہا؟ اس پر صدر زرداری، حکومت اور سیاستدان کیوں نہیں بولتے کہ ''ہم دفعہ ۳۰۲ کا غلط استعمال نہیں ہونے دیں گے''۔ بہ ہوش وحواس ہماری پختہ رائے ہے کہ آئین کی اسلامی دفعات خصوصاً تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختمِ نبوت جیسے قوانین عالمی قوتوں، اداروں اور صہیونی ایجنٹوں کو کسی صورت قابل قبول نہیں۔

پاکستان میں کسی حوالے سے عارضی رکاوٹ عالمی قوتوں کا ہاتھ روک دیتی ہے مگر عالمی ایجنڈا وہیں کا وہیں ہے۔ جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے ٹھیک فرمایا ہے کہ ''ملک ہم نے بچایا، آنے والا وقت پگڑی اور داڑھی والوں کے لیے بُرا ہے'' (روزنامہ ''نئی بات'' لاہور ۲۷ر اگست ۲۰۱۲ء) ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں اور مذہبی جماعتوں اور محبّ وطن سیاسی حلقوں سے گزارش کرتے ہیں کہ حقیقی صورتحال کا ادراک کریں۔ وفاقی وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک نے ایف آئی اے کے ڈائریکٹر جنرل جیسے اہم منصب پر ایک سکہ بند قادیانی انور ورک کو مسلط کر دیا ہے۔ یہ سب ایک ہی ایجنڈے کا حصہ ہے۔ مگر ہم نے صورتحال کو بھانپ کر اور سیاسی و ذاتی مفادات سے الگ ہو کر نہ سوچا تو پانی سر سے گزر جائے گا۔ رمشا کیس کے حوالے سے ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ حکومت نہ تو براہ راست اس پر اثر انداز ہو اور نہ ہی امریکی و مغربی مداخلت قبول کرے۔ اِس کیس کو عدالت پر چھوڑ دیا جائے اور حکومت اپنی غیر جانبداری کو یقینی بنائے۔

دارالعلوم کراچی پر پولیس اور رینجرز کا دھاوا:

دینی مدارس، مساجد مسلمانوں کے ایسے مراکز ہیں جہاں سے رُشد و ہدایت پھوٹتی ہے اور اُمت مسلمہ کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ امریکہ اور عالمی کفر، یہ سمجھتا ہے کہ اُس نے سیاست و معیشت کے ذریعے پوری دنیا پر ایک حد تک کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ لیکن دنیا بھر میں اگر کوئی طبقہ سرنڈر نہیں ہو رہا تو وہ مذہبی طبقہ یا طبقات ہیں۔ لیکن ہم اِسے اپنے لیے شکر کے ساتھ ''کریڈٹ'' سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہیں گے کہ دنیا بھر میں دینی طبقات کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بیٹھے ہیں اور ہتھیار ڈالنے کے لیے تیار نہیں بے شک جان چلی جائے۔ دارالعلوم کراچی پاکستان کا قدیم ترین اور بڑا دینی ادارہ ہے۔ جس کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ جس کو ان کے قابل قدر فرزندان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور مولانا مفتی تقی عثمانی نے سنبھالا ہی نہیں بلکہ سنبھالنے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ دارالعلوم کراچی کے فکر کے اکابر نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ کراچی اور ڈھاکہ میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ نے پاکستان کے پرچم لہرائے۔

یہ ادارہ پُرامن تعلیمی سرگرمیوں کے حوالے سے اپنی منفرد اور باوقار پہچان رکھتا ہے۔ اس ادارے پر رمضان المبارک کے دوران ۱۰ر اگست کو چھاپہ مارا گیا، دھاوا بولا گیا، بدتمیزی کی گئی، بعضوں کو گرفتار کیا گیا، تلاشی لی گئی لیکن منصوبہ بندی کے باوجود پولیس اور رینجر کو کچھ نہ ملا اور وہ نامراد واپس لوٹے۔ ملک بھر میں اس پر احتجاج ہوا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اُسی عالمی ایجنڈے کا حصہ ہے جس کے تحت دینی تحریکوں کو کمزور کرنے کے لیے دینی مدارس کو ہدف بنایا جا رہا ہے۔ ایسے میں وفاق المدارس العربیہ اور تنظیماتِ مدارس عربیہ کے کارپردازان کو اپنا مؤثر کردار ادا کرنے کی ضرورت تھی، ہے اور رہے گی۔ مجلس احرارِ اسلام دینی مدارس، مساجد اور دینی تحریکوں کے ساتھ تھی اور آئندہ بھی اپنا کردار ادا کرنے میں کسی بھی پس و پیش سے کام نہیں لیا جائے گا۔ البتہ حکمرانوں کو سوچ لینا چاہیے کہ مفتی محمد رفیع عثمانی اور مفتی محمد تقی عثمانی کا صبر اُنہیں لے نہ ڈوبے۔